انتخابات ۲۰۲۴ءاور کرنے کے کام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

۸؍فروری ۲۰۲۴ء بظاہر انتخابات کی تاریخ مقرر ہوچکی ہے، اور الیکشن کمیشن کی طرف سے انتخابات کا مکمل شیڈول بھی سامنے آچکا ہے، جس کی بنا پر امیدواروں کے کاغذاتِ نامزدگی کی جانچ پڑتال شروع ہے۔ اور ۱۳؍جنوری تک حتمی امیدواروں کی فہرستیں سامنے آجائیں گی، لیکن دوسری طرف ملکی امن وامان کی صورتِ حال، ملک کے شمالی اور بالائی علاقوں میں سخت سردی اور برف باری، سیاسی قائدین پر حملوں اور انتخابی مہم میں رکاوٹوں کے باعث مقررہ تاریخ پر انتخابات کا انعقاد اگرچہ سوالیہ نشان بن چکا ہے، لیکن مقتدر حلقے بار بار اس بات کی یقین دہانی کروارہے ہیں کہ انتخابات اپنے وقت پر ہوں گے، اسی لیے انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتوں، ان کے امیدواران، ملک کی مقتدرہ اور اپنے ووٹ کی طاقت کا استعمال کرنے والی عوام کی خدمت میں چند اہم ضروری گزارشات پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

’’الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ، قُلْنَا: لِـمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَلِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ.‘‘ (مسلم، ج:۱، ص:۵۴، ط: قدیمی)

’’دین خیرخواہی کا نام ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا: یہ خیرخواہی کس کے لیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے، اور تمام مسلمانوں کے لیے۔‘‘

اس جذبۂ خیر خواہی کے تحت عرض کرنا چاہیں گے کہ پاکستان‘ ایک نظریہ کے تحت وجود میں آیا تھا، قیامِ پاکستان میں نفاذِ اسلام بطور نعرہ استعمال ہوا، اور ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا إلٰه إلا الله‘‘ کی گونج میں ایک آزاد اسلامی نظریاتی مملکت وجود میں آئی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی یہاں اسلامی نظام نافذ کر دیا جاتا، لیکن اس کے برعکس ہوا یہ کہ نفاذِ اسلام کے نام پر یہ ملک کبھی صدارتی نظامِ حکومت اور کبھی فوجی مارشل لاؤں کی بھینٹ چڑھتا رہا، ہر آنے والا حکمران عوام کے سامنے اس خوش نما نعرے کی للکار میں اقتدار پر براجمان ہوتا اور اپنا وقت پورا کر کے چلتا بنا، عوام ایک بار پھر نئے آنے والے سے توقعات باندھ لیتے۔

ہر پانچ سال بعد انتخابی مہم کا ڈول ڈالا جاتا ہے اور عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والوں کو پانچ سال کے لیے ملک کا مستقبل سنوارنے کا موقع دیا جاتا ہے، انتخابی مہم شروع ہوتے ہی عام طور پر سیاسی جماعتوں کا ہر امیدوار خود کو کامیاب بنانے کے لیے کبھی ڈراتا دھمکاتا ہے، اور کبھی منتیں ترلے کرتا ہے، کبھی بلند بانگ ارادے ظاہر کرتا ہے، کبھی جھوٹے وعدوں کے سبز باغ دکھاتا ہے، جب کہ جھوٹے وعدہ کرنے والوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ أَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ مِنْ أَمِيْرِ عَامَّةٍ.‘‘ (رواہ مسلم، بحوالہ مشکاۃ، ص: ۳۲۳، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’ہر بدعہدی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی بدعہدی کے بقدر اس کے لیے اونچا کیا جائے گا۔ سنو! عوام کا حکمران اگر بدعہدی کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی بدعہدی نہیں۔‘‘

بدعہدی سے مراد ہے: کسی کے ساتھ کوئی معاہدہ کر کے اس کو توڑ دینا اور کسی کے ساتھ وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرنا۔ عہد شکنی اور وعدہ خلافی بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ یوں تو بدعہدی اور بے وفائی سب کے لیے بری چیز ہے، لیکن اگر اس عہد شکنی اور بے وفائی کا اظہار حکمرانوں کی طرف سے ہو تو یہ بہت زیادہ سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بھی اسی نسبت سے شدید ترین ہوگی۔ انتخابی مہم چلانے والے امیدواروں کو ہمہ وقت ان فرامینِ نبوی کا استحضار رکھنا چاہیے کہ ان کے منہ سے کوئی ایسا وعدہ نہ نکلے، جس کی وہ پاسداری نہ کر سکیں، ورنہ آخرت میں ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی۔

حکمرانی کے خواہش مندوں کو یہ حقیقت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ سدا حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے،

اس لیے کہ تخت پر براجمان ہونے والوں کا مقدر تختہ دار یا سلاخوں کے پیچھے بنتے دیر نہیں لگتی۔ درسِ موعظت و عبرت ہے کہ کل تک ایک دہائی مطلق العنانی کا خواب دیکھنے والے قیدی بنا دیے گئے اور ماضی میں قید کاٹنے والے آئندہ حکمرانی کے لیے مضبوط اُمیدار بن کر سامنے آرہے ہیں۔ آئندہ حکمرانوں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جانے کب کس وقت وہ عزت کی ثریا سے ذلت کے پاتال میں پھینک دیے جائیں، اس لیے کبھی بڑے بول بولنے، تکبرانہ سوچ رکھنے اور بس خود ہی کو ناگزیر سمجھنے کی خوش فہمی کا شکار نہیں بنا چاہیے۔ سیاسی جماعتوں کے امیدواران جتنا حقیقت شناس ہوں گے، اتنا ہی ان کے حق میں بہتر ہوگا۔

ووٹ ڈالنے والے عوام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دیکھ بھال کر، سوچ سمجھ کر، اور چھان پھٹک کر، ایسے لوگوں کو حکمرانی کے لیے منتخب کریں، جو دینِ اسلام کے وفادار اور اپنے ملک عزیز پاکستان کے جاں نثار ہوں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ پر یقین رکھتے ہوں، عوامی خدمت جن کا شعار اور خدا کی عبادت کرنا جن کا معمول ہو، خلقِ خدا کی ایذا رسانی سے ڈرتے ہوں، قول وعمل کے کھرے ہوں، خصوصاً بین الاقوامی اور ملّی و دینی معاملات میں غیرت وحمیت سے سرشار ہوں، چنانچہ پاکستان کے عوام کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنے حقِ انتخاب کی طاقت کا درست اور صحیح استعمال کریں اور ایسے امیدواروں کو کامیاب کرائیں جو عالمی سطح پر امتیازی شان کے ساتھ اسلامی ملّی مسائل میں مؤثر اور قائدانہ کردار ادا کرسکیں۔

ہمارے عوام کو بھولنا نہیں چاہیے کہ ہمارے علماء کے ہاں ووٹ ایک شہادت ہے۔ ووٹ ڈالنے والا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جس کو منتخب کرنے جارہا ہوں، یہ واقعی اس کا اہل ہے۔ خدانخواستہ اگر کسی نااہل کو منتخب کیا تو یہی ووٹ ہمارے خلاف شہادت بن سکتا ہے۔ ووٹ کی پرچی ایک طرح سے اپنی حکمرانی کے لیے کسی نمائندہ پر اعتماد کا اظہار اور اسے اپنی بیعت کا یقین دلانا بھی ہے۔ اپنا سیاسی امام چنتے وقت خدائی معیار کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے، قرآن کریم میں ارشادِ الٰہی ہے: ’’اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ‘‘ (الحجرات:۱۳) ترجمہ: ’’تحقیق عزت اللہ کے ہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا۔‘‘ اس آیتِ کریمہ کے تحت مولانا سید محمد میاںؒ لکھتے ہیں: ’’سیاسی نظام میں چوٹی کا فرد یعنی سربراہ وہ ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ متقی ہو، یعنی تزکیۂ نفس میں بڑھا ہوا ہو۔ اللہ کے یہاں سب سے زیادہ مستحقِ احترام وہ ہے جو سب سے زیادہ خداترس اور پرہیزگار ہو۔ (سیرتِ محمد رسول اللہ، ص:۵۶۶)

یعنی مسلمانوں کا سربراہ وہ ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ متقی ہو، خداترس اور پرہیزگار ہو، خدا خوفی اس کا وطیرہ ہو۔ جب ملک کا حکمران ان صلاحیتوں سے معمور ہوگا تو مالی بدعنوانی اور بددیانتی جو آج ہمارے معاشرے کا ناسور اور ملک کو کرپشن کی صورت میں دیمک کی طرح کھا رہی ہے، اس سے بچے گا اور

عوام کا پیسہ ان کی فلاح وبہبود اور ملکی مسائل کی ترقی پر خرچ کرے گا۔

بعض لوگ ووٹ کا استعمال ہی نہیں کرتے اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہماری نظر میں کوئی صحیح نہیں تو کیوں ووٹ دیں؟ یہ کم ہمتی اور پست حوصلگی ہے، اس سے بچنا چاہیے، اس لیے کہ بندے کے ذمے کوشش اور اپنے طور پر صحیح آدمی کو ووٹ دینا ہے، نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، ہمیں اپنی ذمہ داری کو ضرور پورا کرنا چاہیے۔ ووٹ کا درست استعمال کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ یا اللہ! میں نے اپنی سمجھ کے مطابق درست امیدوار کا انتخاب کیا ہے، اگر میں غلط ہوں تو مجھے معاف فرما اور اس کے شر سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اور اگر میں درست ہوں تو اس کے ثمرات سے پوری پاکستانی قوم کو مستفید فرما۔ اسی طرح بعض لوگ شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موجوہ طریقۂ انتخابات اور سیاسی نظام مکمل غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے اور اس میں حصہ لینے والے نعوذ باللہ! کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ سوچ بھی اسلام سے ہم آہنگ نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا فائدہ غیر سیاسی اور غیر جمہوری طاقتیں اٹھاتی ہیں جو عالمی سامراج امریکا و برطانیہ کی پٹھو ہیں۔ مشاہدہ ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے عام طور پر بادشاہی، صدارتی اور فوجی نظام کے حامی ہوتے ہیں جو دراصل ڈکٹیٹر شپ اور شخصی حکومتیں ہوتی ہیں، اور بیرونی قوتوں کو ان سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص سے کبھی دھمکی اور کبھی لالچ سے اپنی بات منوانا آسان ہوتا ہے، بنسبت ایک منتخب حکومت کے، جیسا کہ نائن الیون کے بعد اس وقت کے ڈکٹیٹر پرویز مشرف سے امریکا نے دھمکی کے ذریعے جو چاہا، منوالیا، اسی لیے اسلام میں شخصی حکومت کی گنجائش نہیں، بلکہ اسلام مشاورت کے ساتھ حکومت بنانے، قائم رکھنے اور چلانے کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

۱: ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ '' (آل عمران:۱۵۹): ''اور ان سے مشورہ لے کام میں۔''

۲: ''وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ '' (الشوریٰ:۳۸) ''اور کام کرتے ہیں مشورے سے آپس کے۔''

یہ ضرور ہے کہ موجودہ جمہوری سیاسی نظام میں بہت کچھ خرابیاں ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے، لیکن اس پورے نظام کو یکلخت غیر شرعی اور غلط قرار دینا بھی صحیح اور درست نہیں، بلکہ ایک طرح سے مطلق العنان آمریت اور فسطائیت کی راہ ہموار کرنے کے مترادف ہے، حال اور ماضی کے کئی واقعات اس پر شاہد ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ آئندہ انتخابات ملک وقوم کے لیے نیک شگون ثابت ہوں اور یہ انتخابات دینی ودنیاوی ترقی اور اُخروی عزت وسرخروئی کا سبب اور ذریعہ بنیں، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین